کیا سنت فجر پڑھنا ضروری ہیں؟

تصنیفِ لطیف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابوصالح مفتی
فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

www.faizahmedowaisi.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

امابعد! اہل سنت کے اکابر نے اسلام کے ہر مسئلہ پر قرآن وحدیث شریف سے اُصول قائم فرمائے ہیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث مبارک عمل میں رہ نہ جائے یہی وجہ ہے کہ اہل سنت (احناف) کا ہر مسئلہ قرآن پاک وحدیث شریف سے مضبوط و مستحکم ہے۔ بخلاف غیر مقلدین کے وہ محض اہل سنت سے مخالفت برائے مخالفت کے طور پر ایک آدھی حدیث پر عمل کر لیا وہ بھی یہ نہیں دیکھتے کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا قابل عمل بھی ہے یا اس کی بحث اپنے اپنے مقام پر ہوتی ہے اسی سنت فجر کا مسئلہ دیکھ لیں کہ صرف ایک پہلو پر اڑ گئے۔ بحثوں اور حدیثوں کو ذہن سے اتار دیا حالانکہ مسئلہ کے ہر پہلو کو سامنے رکھا جاتا ہے۔

اصل مسئلہ یوں ہے کہ جماعت کھڑی ہو گئی کسی نمازی نے سنت نہیں پڑھی تو وہ مسجد سے باہر یا مسجد میں صفوں کے پیچھے کسی ستون کی آڑ میں یا کوئی آڑ نہ ہو تو صفوں سے پیچھے ہٹ کر سنت فجر پڑھ لے بشرطیکہ سنت پڑھنے سے جماعت نہ چلی جائے اگر جماعت چلے جانے کا اندیشہ ہو تو جماعت میں مل جائے پھر سورج نکلنے کے بعد سنتیں پڑھے۔

باب اول

﴿احادیث/دلائل﴾

☆ طحاوی شریف میں حضرت نافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نمازِ فجر کے لئے بیدار کیا اور جماعت قائم ہو چکی تھی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز سنت ادا کرلی۔[1]

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی منقول ہے۔[2]

☆ حضرت ابو درداء سے روایت ہے کہ آپ مسجد میں داخل ہوتے اور لوگ فجر کے فرض پڑھ رہے ہوتے تھے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو رکعتیں مسجد کے کونے میں پڑھ کر پھر جماعت میں شامل ہو جاتے تھے۔[3]

☆ ابو مجلز اور ابو عثمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل بھی اس طرح کا منقول ہے۔[4]

---

[1] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2203، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[2] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2204، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[3] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2205، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

☆ابو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے جمہور صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل بھی روایت کیاہے کہ ہم فجر سے پہلے دو رکعت سنت پڑھنے سے پہلے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آتے تھے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے ہوتے تھے تو ہم مسجد کے آخر میں دو رکعت پڑھ لیتے اور پھر جماعت میں مل جاتے۔ (5)

☆ایسے سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔

راوی فرماتے ہیں

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَعَ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ , وَالْإِمَامُ يُصَلِّي. فَأَمَّا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ , وَأَمَّا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا , فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ , ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ , فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قَعَدَ ابْنُ عُمَرَ مَكَانَهُ , حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ , فَقَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ (6)

داخل ہوا میں ابن عمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ نماز فجر میں اور امام نماز پڑھا رہا تھا حضرت ابن عمر تو جماعت میں شامل ہو گئے اور ابن عباس دو رکعت نماز پڑھ کر شامل ہوئے جب امام نے سلام پھیرا تو ابن عمر بیٹھے حتیٰ کہ سورج بلند ہوا پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْإِقَامَةِ (7)

(مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة، باب الجماعة وفضلها، الفصل الاول، جلد۳، صفحه۱۰۱۵)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت اقامت دو رکعت ادا کر لیا کرتے تھے۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت میمونہ کے گھر میں دو رکعت نماز سنت بوقت اقامت پڑھ لیا کرتے تھے۔

عینی شرح بخاری میں بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بایں طور پر حدیث ترمذی میں مذکور ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ (8)

---

[4] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2200، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

(شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2201، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[5] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2207، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[6] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2200، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[7] (سنن ابن ماجه، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في الركعتين قبل الفجر، 363/1، الحديث1147، المكتبة العلمية)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نہ پڑھی ہوں سنتیں فجر کی پس پڑھے ان کو بعد طلوعِ آفتاب کے۔

اور بخاری و مسلم میں بروایت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث مذکور ہے کہ بعد صبح از طلوع آفتاب کوئی نماز نہ پڑھی جائے (جب تک سورج بلند نہ ہو جائے)

لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ [9]

طلوعِ فجر سے پہلے کوئی نماز جائز نہیں۔

فائدہ} یہ دوروایتیں ہمارے دو مسئلوں کی دلیل ہے کہ سنت فجر اگر رہ جائیں تو طلوعِ شمس کے بعد پڑھنی چاہیے اور یہ کہ فجر کے فرائض پڑھنے کے بعد سنت و نفل وغیرہ نہیں پڑھنے چاہیے۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي مُوسَى، عَنْ أَبِيهِ، حِينَ دَعَاهُمْ سَعِيدُ بْنُ الْعَاصِ، دَعَا أَبَا مُوسَى, وَحُذَيْفَةَ, وَعَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ, قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ الْغَدَاةَ, ثُمَّ خَرَجُوا مِنْ عِنْدِهِ وَقَدْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ, فَجَلَسَ عَبْدُ اللهِ إِلَى أُسْطُوَانَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ, فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ, ثُمَّ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ [10]

حضرت عبداللہ بن ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب انہیں سعید بن عاص نے بلایا اور اس نے حضرت ابو موسیٰ، حضرت حذیفہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا نمازِ فجر پڑھنے سے پہلے پھر یہ حضرات سعید ابن عاص کے پاس سے واپس ہوئے حالانکہ فجر کی تکبیر ہو چکی تھی حضرت ابن مسعود مسجد کے ایک ستون کے پیچھے گئے پھر وہاں دو رکعتیں پڑھیں پھر نماز میں شامل ہوئے۔

حضرت ابو عثمان انصاری سے روایت ہے

قَالَ: «جَاءَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَالْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ, وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلَّى عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا الرَّكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْإِمَامِ, ثُمَّ دَخَلَ مَعَهُمْ» [11]

---

[8] (سنن الترمذي، كتاب الصلاة، باب ما جاء في إعادتهما بعد طلوع الشمس، 287/2، الحديث423، دار الكتب العلمية)

(عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الأذان، باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، 182/5، الحديث632 (55)، دار إحياء التراث العربي)

[9] (صحيح البخاري، كتاب مواقيت الصلاة، باب لا تتحرى الصلاة قبل غروب الشمس، 212/1، الحديث 561، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين وقصرها، باب الأوقات التي نهي عن الصلاة فيها، 567/1، الحديث 1368-(827)، دار إحياء الكتب العربية)

[10] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 374/1، الحديث2198، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[11] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2201، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

فرمایا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم مسجد میں اس حال میں آئے کہ امام نمازِ فجر میں تھے اور حضرت ابن عباس نے ابھی سنت فجر نہ پڑھی تھیں تو آپ نے امام کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں پھر ان سب کے ساتھ شامل ہوئے۔

حضرت محمد بن کعب سے روایت ہے

قَالَ: «خَرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مِنْ بَيْتِهِ , فَأُقِيمَتْ صَلَاةُ الصُّبْحِ , فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَهُوَ فِي الطَّرِيقِ , ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى الصُّبْحَ مَعَ النَّاسِ» (12)

فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر اپنے گھر سے نکلے اور ادھر نمازِ صبح کی تکبیر ہوئی تو آپ نے مسجد میں آنے سے پہلے ہی دو رکعتیں پڑھیں حالانکہ آپ راستہ میں تھے پھر میں آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔

حضرت ابی عبید اللہ سے روایت ہے کہ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ «أَنَّهُ كَانَ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ , فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ , ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلَاةِ» (13)

فرمایا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں تشریف لاتے تھے حالانکہ لوگ نمازِ فجر میں صف بستہ ہوتے تھے تو آپ مسجد کے ایک گوشہ میں دو رکعتیں پڑھ لیتے تھے پھر قوم کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے۔

حضرت ابو عثمان نہدی سے روایت ہے

قَالَ: «كُنَّا نَأْتِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَبْلَ أَنْ نُصَلِّيَ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ , وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ , فَنُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي آخِرِ الْمَسْجِدِ , ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلَاتِهِمْ» (14)

فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سنت فجر پڑھنے سے پہلے آتے تھے حالانکہ حضرت عمر نماز میں ہوتے تھے تو ہم مسجد کے کنارے پر سنت فجر پڑھ لیتے تھے پھر قوم کے ساتھ ان کی نماز میں شامل ہو جاتے تھے۔

حضرت یونس سے روایت ہے

قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ يَقُولُ: «يُصَلِّيهِمَا فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ , ثُمَّ يَدْخُلُ الْقَوْمُ فِي صَلَاتِهِمْ» (15)

---

12) (شرح معاني الآثار للطحاوي. كتاب الصلاة. باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟. 375/1. الحديث2202. عالم الكتب. الطبعة: الأولى 1414هـ. 1994م)

13) (شرح معاني الآثار للطحاوي. كتاب الصلاة. باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟. 375/1. الحديث2205. عالم الكتب. الطبعة: الأولى 1414هـ. 1994م)

14) (شرح معاني الآثار للطحاوي. كتاب الصلاة. باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟. 376/1. الحديث2206. عالم الكتب. الطبعة: الأولى 1414هـ. 1994م)

فرمایا کہ امام حسن فرماتے تھے کہ سنت فجر مسجد کے ایک گوشہ میں پڑھ لے پھر قوم کے ساتھ ان کی نماز میں شامل ہو جائے۔

حضرت نافع سے روایت ہے

يَقُوْلُ أَيْقَظْت ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِصَلَاةِ الْفَجْرِ ، وَقَدْ أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ ، فَقَامَ فَصَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ (16)

فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ ابن عمر کو نمازِ فجر کے لئے بیدار کیا حالانکہ فجر کی تکبیر ہو رہی تھی تو آپ نے پہلے سنت فجر پڑھیں۔

حضرت امام شعبی سے روایت ہے

«كَانَ مَسْرُوقٌ يَجِيءُ إِلَى الْقَوْمِ , وَهُمْ فِي الصَّلَاةِ , وَلَمْ يَكُنْ رَكَعَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ , فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ , ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلَاتِهِمْ» (17)

حضرت مسروق قوم کے پاس آتے تھے جبکہ وہ نمازِ فجر میں مشغول ہوتے اور حضرت مسروق نے سنت فجر نہ پڑھی ہوتیں تو آپ مسجد میں پہلے دو سنتیں پڑھ لیتے پھر قوم کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن ابی موسیٰ اشعری سے روایت ہے

«أَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْإِمَامُ فِي الصَّلَاةِ , فَصَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ» (18)

حضرت ابو موسیٰ اشعری مسجد میں آئے حالانکہ امام نماز میں تھا تو آپ نے پہلے دو سنت فجر پڑھیں۔

محققانہ فیصلہ مع قواعد علمیہ﴾ نمونہ کی فقیر نے چند روایات عرض کی ہیں ورنہ مذکورہ گنتی کے علاوہ روایات اور بھی ہیں۔

ہمارے ہاں بکثرت روایات صحیحہ مذکورہ و غیر مذکورہ میں تصریح کی ہے کہ جماعت فجر کی اقامت کے دوران سنت فجر پڑھی جاسکتی ہے غیر مقلدین ایک روایت بھی نہیں پیش کرسکتے نہ قولی نہ فعلی جس میں تصریح ہو کہ جماعت کی اقامت کے وقت سنت فجر ناجائز یا حرام ہے وغیرہ وغیرہ۔

اگرچہ فقیر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و قول دونوں کو نقل کیا ہے لیکن یہ اپنی عادت پر کہہ دیں گے وہ روایتیں ضعیف ہیں لیکن اس سے انہیں انکار نہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کی تصریح نہ ہو تو صحابہ کرام کے اقوال و افعال کی طرف رجوع کیا جائے۔

---

[15] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع، أيركع أو لا يركع؟، 376/1، الحديث2214، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[16] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع، أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2203، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[17] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع، أيركع أو لا يركع؟، 375/1، الحديث2209، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[18] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع، أيركع أو لا يركع؟، 374/1، الحديث2199، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

جیسا کہ فقیر نے متعدد مسائل مختلف فیہ (مثلاً تکبیرات صلوٰۃ العید و تراویح اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا وغیرہ) میں اس کے نظائر قائم کئے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کوئی قول و فعل از جانب خود ایجاد نہ فرماتے یا تو ان کے ہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سامنے ہوتی یا اجتہاد کرتے۔ اگر اجتہاد کرتے تو بھی ان کا اجتہاد عند الشرع حجت ہے جیسا کہ اُصول اسلام میں واضح ہے۔

معمولاتِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم﴾ تمام صحابہ کرام یا اکثر کے اقوال وافعال نقل کروں تو طوالت ہے چند مشاہیر کے معمولات ملاحظہ ہوں۔

☆حضرت عبد اللہ ابن عباس نے جو بڑے فقیہ صحابی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت اطہار میں سے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں جماعت فجر کے وقت دو سنتیں پڑھ کر جماعت میں شرکت فرمائی اور کسی نے آپ پر اعتراض نہ کیا۔

انتباہ﴾ یہ وہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہیں غیر مقلدین سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استدلالات از سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں پیش کرتے ہیں لیکن یہاں یہ دونوں بلکہ اور بھی بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں شامل ہیں۔

☆حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فقیہ صحابی ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موجودگی میں جماعت فجر ہوتے ہوئے سنت فجر پڑھتے پھر جماعت میں شامل ہوتے اس پر نہ تو ان دونوں صحابیوں نے کچھ اعتراض کیا نہ کسی اور نمازی نے۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام کا عام طریقہ یہ ہی تھا کہ بوقت جماعت سنت فجر پڑھتے پھر جماعت میں شامل ہوتے تھے۔

فائدہ﴾ یہ نہ صرف دو چار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل ہے بلکہ بکثرت صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی معمول تھا چند بزرگوں کے معمولات کا بیان گذشتہ اوراق میں ہو چکا ہے مثلاً سیدنا ابو موسیٰ اشعری و حضرت مسروق و حضرت حسن ابو عثمان نہدی، سیدنا ابو الدرداء و سیدنا حذیفہ و غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول۔

مزید بحثیں اور احادیث قولی و فعلی و معمولات دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فقیر کی تصنیف "**ماقال صاحب الشفاعہ فی اداء رکعتی الفجر بعد الاقامہ**" میں ملاحظہ ہوں۔

سوال﴾ صرف سنن فجر کی کیا تخصیص ہے؟

جواب﴾ فجر کی سنتوں میں سخت تاکید ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِنْ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مِنْهُ تَعَاهُدًا عَلَى رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ [19]

---

[19] (صحيح البخاري، كتاب التهجد، باب تعاهد ركعتي الفجر ومن سماهما تطوعا، 389/1، الحديث1110، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

ام المومنین سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جتنی نگہبانی اور پابندی صبح کی سنت کی فرماتے اتنا کسی سنن و نوافل میں نہ فرماتے۔

[20] عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَدَعُوا رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ وَإِنْ طَرَدَتْكُمْ الْخَيْلُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنت فجر نہ چھوڑو اگرچہ تمہیں دشمن کا لشکر بھگا رہا ہو۔

فضائل نوافل﴾ سنن فجر کی خصوصیت کے پیش نظر عمومی نوافل کا درجہ احادیث قدسیہ میں بھی ملاحظہ ہو۔

☆ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فرضوں سے بڑھ کر کوئی عبادت اونچی نہیں ہے جس سے میرا بندہ میرا تقرب حاصل کرے۔ [21]

☆ رب تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا کان ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا منہ ہوتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے اور اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ [22]

شرح﴾ حدیث کا معنی یہ ہے کہ بندے کے تمام اعضاء رضائے رب تعالیٰ کے تابع ہوتے ہیں ان سے کوئی کام مرضی مولا کے خلاف نہیں ہوتا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ خدا بن گیا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس اس سے منزہ اور پاک ہے۔

فائدہ﴾ حدیث کے ذکر سے ہماری مراد یہ ہے کہ نوافل سے اتنا بڑا قرب حاصل ہونے کے باوجود بھی فرائض کا مرتبہ اس سے بلند اور اونچا ہے اور نوافل کی قبولیت فرائض کی بجا آوری پر منحصر ہے مثلاً کوئی پنجگانہ نماز میں فرض ادا نہ کرے صرف ما قبل اور مابعد نوافل اور سنن پڑھ لے تو کیا اس کے سر سے نماز کا فرض اتر گیا اس کی سنتیں یا نوافل قبول ہو گئے ہر گز نہیں۔

نتیجہ﴾ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ سنتیں اور نفلیں فرضوں کے تابع ہیں تو جو سنتیں فرض سے پہلے ہیں ان کو فرضوں سے قبل ادا کرنا لازم ہو گا۔ اگر کسی نے مثلاً ظہر کی نماز سے پہلے چار سنتیں پڑھنی ہیں اور نماز کے لئے تکبیر کہی گئی ہے تو حکم ہے کہ سنتوں کو ترک کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر کسی نے سنتوں کو شروع کیا اور پھر تکبیر ہونے لگی تو حکم ہے کہ اگر پہلی رکعت کا رکوع نہیں کیا تو چھوڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر رکوع کر دیا ہے تو دو رکعتیں پوری کر کے سنتوں سے باہر ہو جائے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتوں کو فرض کے بعد ادا کرے۔ مگر اس حکم سے فجر کی سنتیں مستثنٰی اس لئے کہ اس کی تاکید بہت آئی ہے۔ ان کا حکم یہ ہے کہ اگر جماعت کھڑی ہوئی ہے اور ابھی

(صحیح مسلم ، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها ، باب استحباب رکعتي سنة الفجر والحث علیهما وتخفیفهما والمحافظة علیهما وبیان ما یستحب أن یقرأ فیهما ، 501/1، الحدیث1191(724)، دار إحیاء الکتب العربیة)

[20] (مسند الإمام أحمد، باقي مسند المكثرين، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، 405/2، الحديث9000، دار إحياء التراث العربي، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

[21] (مشكاة المصابيح، باب ذكر الله عز وجل والتقرب إليه، الفصل الأول، 699/2، الحديث2266(6)، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

[22] (مشكاة المصابيح، باب ذكر الله عز وجل والتقرب إليه، الفصل الأول، 699/2، الحديث2266(6)، المكتب الإسلامي–بيروت، الطبعة: الثالثة، 1985)

سنتیں نہیں پڑھیں تو جب تک امام کے ساتھ ایک رکعت پانے کا ظن ہے تب تک جہاں جماعت ہو رہی ہے وہاں سے جدا ہو کر مسجد کے کسی اور حصہ میں جا کر سنتیں ادا کرے اور پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر ایک رکعت کے پانے کا ظن نہ ہو تو سنتوں کو چھوڑ دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور ان سنتوں کو سورج کے طلوع ہو کر ذرا بلند ہونے کے بعد پڑھے اور یہ پڑھنا یعنی ضروری نہیں ہے اگر نہ پڑھے تو گناہ نہیں ہے۔

ازالۂ وھم﴾ فجر کے دو فرضوں کے بعد متصلاً متروکہ سنتوں کو پڑھنا اس لئے منع ہے کہ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک اور فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک کوئی سنت نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

غیر مقلدین کا مذھب﴾ غیر مقلد وہابیوں کا مذہب ہے کہ اگر جماعت کھڑی ہو یا اس کے لئے تکبیر کہی جا رہی ہو تو سنتیں نہیں پڑھتے جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں اور سنتوں کو ظہر کی سنتوں کی طرح امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک طرف ہو کر پڑھ لیتے ہیں۔ یہ احادیث اور معمولات صحابہ کرام کے خلاف ہیں طرفہ یہ کہ ان کے پاس صریح دلیل بھی کوئی نہیں صرف احادیث سے اپنا اجتہاد پیش کرتے ہیں

إِذَا أُقِيمَتْ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ[23]

جب نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

تشریح﴾ جب نماز فرض کی جماعت کھڑی ہو جائے تو کسی قسم کی نماز نہیں پڑھنی چاہیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " فَلَا صَلَاةَ "وہ نماز ہوتی ہی نہیں۔ پھر جو لوگ صبح کی جماعت ہوتے ہوئے پاس سنتیں پڑھتے ہیں ان کی سنتیں ہوتی ہی نہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتے ہیں انہیں سنتیں نہیں پڑھنی چاہیے۔ مسجد میں آنے پر اگر جماعت ہو رہی ہے تو جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے اور فارغ ہونے پر بعد میں سنتیں پڑھ لینی چاہیے۔

فائدہ﴾ وہابی عموماً اس حدیث سے استدلال کر کے احناف کی مذمت کرتے ہیں۔

جواب ۱﴾ نہ صرف عام حنفیوں کو جو فجر کی نماز کی جماعت ہوتے ہوئے سنتیں پڑھتے ہیں نافرمان کہا بلکہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے تلامذہ کو اور جو مشائخ واقطاب واغواث اور جو محدثین ومفسرین حنفی ہیں ان سب کو نافرمان کہہ دیا کتنا بڑا ظلم اور ناانصافی ہے کہ جو بزرگ اسلام کے استاذین ہیں اور جن کے دم قدم سے گلشنِ دین میں بہار ہے ان کو نافرمان کہہ دیا اور یہ ان کی عام عادت ہے احناف کو یقینا نشانہ بناتے وقت یہ دیکھتے کہ ان کے زہر آلود تیر کا نشان کون کون سی شخصیات ہیں اس سے خود اندازہ لگایئے کہ فقیر نے باب اول میں جن شخصیات کی تصریحات کی ہیں وہ وہ کیا تمام کے تمام حنفی ہیں۔

---

[23] (صحيح البخاري ،أبواب صلاة الجماعة والإمامة، باب إذا أقيمت الصلاة فلا صلاة إلا المكتوبة، 236/1، الحديث632، دار ابن كثير، سنة النشر: 1414هـ/1993م)

(صحيح مسلم ، كتاب صلاة المسافرين وقصرها» باب كراهة الشروع في نافلة بعد شروع المؤذن ، 493/1، الحديث1160ـ(710)، دار إحياء الكتب العربية)

اقوالِ فقہاء﴾إن شرع في الإقامة ومن خاف فوات الفجر إن أدى سنته ائتم وتركها وإلا لا[24]

(كنز الدقائق ، صفحہ۳۷)

اگر مؤذن اقامت کہنے لگے اس حال میں جس شخص کو سنتیں ادا کرنے کی صورت میں فجر کی دو رکعتیں فرض کے فوت ہونے کا خوف ہے تو وہ سنتوں کو چھوڑ دے اور امام کی اقتداء کرے ورنہ نہیں۔

فائدہ﴾اگر سنتوں میں مشغول ہونے سے دو رکعتوں کے فوت ہونے کا اندیشہ نہیں تو سنتیں پڑھے اور پھر جماعت میں شامل ہو۔

فتح القدیر میں ہے: وإلا لا أي وأن لم يخف بأن كان يرجوا إدراك الركعة الثانية لا التشهد على المذهب[25] وقيل: أنه يأتي بالسنة إذا كان يدركه ولو في التشهد[26]

اگر پیچھے آنے والے کو دوسری رکعت پانے کی امید ہو نہ تشہد کی تو وہ پہلے سنتیں پڑھے اور پھر جماعت میں شامل ہو۔

ایک روایت میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر اس کو امید ہو کہ وہ تشہد میں امام کو پائے گا تو وہ پہلے سنتیں پڑھے اور پھر جماعت میں شامل ہو۔

(ويترك سنة الفجر ويقتدي من لم يدركه) : أي الفجر ، والمراد فرضه، (بجمع إن أداها ، ومَن أدرك ركعةً منه صلاها ، ولا يقضيها إلا تبعاً لفرضه)[27]

صلاها؛ أي خارج المسجد إذا كان هناك موضع للصلاة، فإن لم يكن يصليها في المسجد خلف سارية من سواري، وأشدها كراهة أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة، ويلي ذلك من يصلي خلف الصف بدون حائل (كذا في العناية)

ولإعتماد في هذا الباب على آثار الصحابة رضي الله عنهم ، فقد روى الطحاوى عن ابن مسعود وابن عباس وأبي الدرداء وغيرهم رضي الله عنهم أنهم كانوا يصلون السنة[28]

خلاصہ ان عبارت کا یہ ہے کہ اگر پیچھے آنے والے کو زیادہ سے زیادہ نمازِ فجر کی ایک رکعت پانے کی امید ہو تو وہ سنتیں پڑھے اور پھر جماعت میں شامل ہو۔

---

24) (كنز الدقائق ،كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة ، ص179، دار البشائر الإسلامية، دار السراج، الطبعة: الأولى، 1332 هـ ، 2011م)

25) اس سے ملتی جلتی عبارت ہمیں مندرجہ ذیل کتاب میں ملی۔ (وتركها وإلا) أى وإن لم يخف بأن رجا إدراك ركعة على امذهب"

(كنز البيان مختصر توفيق الرحمن وهو شرح متن كنز الدقائق، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة الوتر والنوافل، ص75، دار الكتب العلمية, 1998)

26) (حاشية الطحطاوي على الدر المختار شرح تنوير الأبصار ،كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، 247/2، دار الكتب العلمية –بيروت، لبنان)

27) (شرح الوقاية ، كتاب الصلاة، باب ادراك الفريضة، 156/1، مؤسسة الوراق، عمان، 2006)

28) (عمدة الرعاية على شرح الوقاية للكنوي، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، 247/2، دار الكتب العلمية –بيروت، لبنان)

فائدہ﴾ مولانا عبد الحیٔ لکھنوی نے فرمایا کہ اگر جماعت کھڑی ہے تو مسجد سے باہر نماز پڑھنے کی جگہ ہو تو وہاں سنتیں پڑھے اور اگر باہر جگہ نہ ہو تو کسی ستون کے پیچھے کھڑے ہو کر سنتیں پڑھے اور صف میں یا صف کے پیچھے بغیر کسی آڑ کے سنتیں پڑھنا اور جماعت کی مخالفت کرنا سخت مکروہ ہے۔

یہ وہی مولانا عبد الحیٔ لکھنوی ہیں جو بہت سے مواقع پر غیر مقلدین کی رعایت میں حنفیت کو پس پشت ڈالتے تھے ان کی تصانیف ان امر کی شاہد ہیں اور غیر مقلدین بھی حنفیت کی تردید میں ان کی بہت سی تائیدات پیش کرتے ہیں۔

وَمَنْ انْتَهَى إِلَى الْإِمَامِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَهُوَ لَمْ يُصَلِّ رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ إِنْ خَشِيَ أَنْ تَفُوتَهُ رَكْعَةٌ وَيُدْرِكَ الْأُخْرَى يُصَلِّي رَكْعَتَيْ الْفَجْرِ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ لِأَنَّهُ أَمْكَنَهُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْفَضِيلَتَيْنِ وَإِنْ خَشِيَ فَوْتَهُمَا دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ لِأَنَّ ثَوَابَ الْجَمَاعَةِ أَعْظَمُ وَالْوَعِيدَ بِالتَّرْكِ أَلْزَمُ [29]

اس عبارت کا بھی وہی مطلب ہے جو اوپر مذکور ہوا صرف اتنی بات زائد ہے کہ جہاں تک دونوں فضیلتوں یعنی سنتوں اور جماعت کی فضیلت کو جمع کرنے کا امکان ہے جمع ہے اور وہ اسی صورت میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ فجر کی دو رکعتوں سے دوسری رکعت کے ملنے کی توقع ہو اور اگر یہ توقع نہ ہو تو سنتیں چھوڑ دے اور جماعت میں داخل ہو جائے اس لئے کہ جماعت کا ثواب بہت بڑا ہے اور ترک پر وعید شدید ہے۔

وانما قید المصنف بسنة الفجر لان غیرها لا یؤدی بعد شروع الجماعة فی الفریضة بخلاف سنة الفجر فانها یجوز اداؤها اذا علم انه یدرک الامام فی التشهد وان لم یعلم انه یدرکه فیه یترکها ویقتدی۔ [30]

(صغیری شرح منیة المصلی، صفحہ ۲۰۴)

فائدہ﴾ اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

والإمام فی الصلاة فی ناحیة أو خلف اسطوانة۔ [31] (حاشیہ عمدة الرعایة مولانا عبد الحئی لکھنؤی)

فائدہ﴾ اس کا مفہوم بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

یعنی اگر جانے کہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جاؤں گا تو سنیتں پڑھ لے اگرچہ التحیات ہی ملتی سمجھے ورنہ فرضوں میں شریک ہو جائے، اور اول سنتوں کو قضا کرنا چاہے تو بعد بلندیِ آفتاب کرے فرضوں کے بعد طلوع سے پہلے جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم [32] (فتاویٰ رضویہ)

---

[29] (الهداية شرح البداية، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، 71/1، دار احياء التراث العربي–بيروت، لبنان)

[30] (حلبی صغیر: هذا شرح مسمى بغنية المتملى على متن كتاب منية المصلى، فصل في النوافل، فروع وترك سنة الفجر، ص182، مطبعه عثمانية، م1892)

[31] (عمدة الرعاية على شرح الوقاية للكنوي، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، 247/2، دار الكتب العلمية–بيروت، لبنان)

[32] (فتاویٰ رضویہ، کتاب الصلوٰۃ، 8/136تا139، رضافاؤنڈیشن لاہور)

فائدہ﴾ تمام اکابر جن کا تقویٰ اور ورع اور علم و فضل میں بڑا مقام ہے اور جن کا علمی عملی فیض کا چشمہ تا قیامت جاری ہے اور اہل اسلام اس سے سیر اب ہو رہے ہیں یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں(معاذاللہ) اگر یہ نافرمان ہیں تو پھر دنیا میں فرمانبردار کون ہیں۔

مخالفین کو چاہیے تھا کہ اس باب میں صرف اپنا اور بزرگوں کا مسلک اور قول بیان کرتے اور اس کے خلاف کرنے والوں کو عاصی و نافرمان نہ کہتے اور اپنی زبان کو اس ہذیان سرائی سے قابو میں رکھتے اس لئے کہ یہ مسئلہ آئمہ کے مابین مختلف ہے اور دلائل متضادہ کے پیش نظر اس میں اجتہاد کی گنجائش ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ان کے اجتہاد کی بناء پر اگر چہ یہی ہے کہ فجر کی سنتیں جماعت ہوتے نہ پڑھے جماعت میں شامل ہو اور امام ابو حنیفہ اور ان کے مقلدین نے اس کے خلاف کہا لیکن امام شافعی نے امام ابو حنیفہ اور ان کے مقلدین کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نافرمان نہیں کہا اجتہادی مسائل میں حق دائر ہوتا ہے اس لئے ہر مجتہد کے متعلق گمان ہوتا ہے کہ وہ حق پر ہو یہی وجہ ہے کہ مجتہد محقق خطا پر بھی ہو تو پھر بھی ثواب کے ایک حصہ کا حقدار ہوتا ہے۔

غیر مقلدین کا یہ فتویٰ اور فیصلہ کہ سارے احناف جو ان کے مذہب کے خلاف عمل کرتے ہیں اور ایک رکعت کے ملنے کے گمان تک وہ سنتیں پڑھ کر جماعت میں شریک ہوتے ہیں یا پھر سنتیں سورج کے طلوع ہونے کے بعد قضا کرتے ہیں نافرمان ہیں یہ ان کی ذاتی رائے اور اتباعِ نفس ہے اس سے توبہ کرنی لازمی ہے۔ ہر دو فریق کا تعامل دلائل شرعیہ پر مبنی ہے اس لئے کوئی بھی نافرمان نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں جو شوافع کا عمل ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان نہیں ہیں یہ ہماری قلبی وسعت اور فراخ دلی ہے۔

جواب ۲﴾ وہ حدیث جو غیر مقلدین نے سوال میں پیش کی ہے اس کے متعلق صاحب ترمذی نے فرمایا کہ وہ حدیث ثابت نہیں متصل نہیں مرفوع نہیں۔

هَذَا الْحَدِيثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسٍ [33]

اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے محمد بن ابراہیم تیمی کو حضرت قیس سے سماع حاصل نہیں ہے۔

ملا علی القاری فرماتے ہیں: أَنَّ الْحَدِيثَ لَمْ يَثْبُتْ ، فَلَا يَكُونُ حُجَّةً عَلَى أَبِي حَنِيفَةَ [34]

یہ حدیث ثابت نہیں فلہذا امام ابو حنیفہ پر حجت نہیں ہو سکتی۔

دیگر دلائل از احناف﴾ عصر کی نماز کے بعد غروبِ آفتاب تک سنت نفل پڑھنے سے اور صبح کے وقت طلوعِ شمس کے ارتفاع (بلندی) تک سنت نفل پڑھنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید منع فرمایا ہے اس لئے کہ اس کا غروب و طلوع شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے اس وقت کفار سورج کی پوجا کرتے ہیں۔ روکنے کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمانوں کی نماز کا اور ان کی عبادت کا التباس و تشابہ نہ ہو۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے:

---

33) (سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن تفوته الركعتان قبل الفجر يصليهما بعد، 2/285، الحدیث422، دار الکتب العلمية)

34) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ، كتاب الصلاة، باب أوقات النهي، الفصل الثاني، 2/826، الحديث1044، دار الفكر، سنة النشر: 1422ھ/2002م)

وَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ الصَّلَاةِ فِي تِلْكَ السَّاعَاتِ [35]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ساعات میں نماز پڑھنے سے نہی فرمائی ہے۔

مرقاۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی شرح میں لکھا ہے یہ نہی تحریم کی ہے یعنی ان اوقات میں ہر قسم کی نماز خواہ حقیقۃً ہو یا کما مثل نمازِ جنازہ کے یا سجدہ تلاوت کے حرام ہے۔

سوال﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کوئی نماز نہیں۔[36] (طحاوی)

جواب ۱﴾ یہ حدیث منسوخ ہو گی۔

جواب ۲﴾ اکثر محدثین نے کہا کہ وہ حدیث جس کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ حدیث حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں بلکہ ابوہریرہ کا قول ہے۔

جواب ۳﴾ اگر مان بھی لیا جائے کہ حدیث صحیح ہے اکثر محدثین نے اس کو روایت کیا ہے تو اس سے فجر کی سنتیں مستثنیٰ ہیں اس لئے کہ دیگر اور سے جماعت کے ہوتے ہوئے ان کا پڑھنا ثابت ہے چنانچہ تفصیل پہلے گزر چکی ہے یہاں ایک روایت ملاحظہ ہو۔ معانی الآثار میں ہے کہ عبد اللہ ابن ابی موسیٰ نے بیان کیا کہ سعید ابن العاص نے ابو موسیٰ کو اور حذیفہ کو اور عبد اللہ ابن مسعود کو فجر کی نماز سے پہلے بلایا۔ پھر جب یہ وہاں سے باہر نکلے تو اس وقت جماعت کھڑی ہو گئی تھی عبد اللہ ابن مسعود تو ایک ستون کے پیچھے گئے اور انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں فارغ ہو کر پھر نماز میں داخل ہو گئے اور ان کے ساتھ ابو موسیٰ اور حذیفہ تھے انہوں نے اس پر انکار نہ کیا۔

فائدہ﴾ واضح ہوا کہ جماعت کے ہوتے ہوئے سنت پڑھنا بلا کراہت جائز ہے جب تک جماعت میں شمولیت کی امید ہو اور سنتیں جماعت والی جگہ میں نہ پڑھے بلکہ ایک طرف ہو کر پڑھے۔

جواب ۴﴾ غور سے دیکھا جائے تو حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر مقلدوں کے مذہب کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ غیر مقلدین کہتے ہیں جماعت کھڑی ہو جائے تو سنت فجر اپنے گھر یا مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ جیسے حجرہ وغیرہ میں پڑھ سکتا ہے اگرچہ وہ جگہ مسجد کے متصل ہو یہاں تک کہ ان کے نزدیک یہ بھی جائز ہے کہ خارج از مسجد ایسی جگہ سنت فجر پڑھتا ہے جہاں امام کی قرات کی آواز آ رہی ہے اور وہ اس نماز باجماعت کو دیکھ بھی رہا ہو تو بھی جائز ہے۔ یہی ہم کہتے ہیں صرف غیر مقلدین نے خارج مسجد کی قید لگائی ہے ہم مسجد میں صفوں کے پیچھے کے قائل ہیں یہ ایک علیحدہ اصول ہے وہ یہ کہ مسجد کے لئے ہر جز کے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں۔ مسقف کے علیحدہ، غیر مسقف کے علیحدہ اور

---

[35] (سنن النسائی، کتاب المواقیت، باب الساعات التی نهی عن الصلاة فیها، 275/1، الحدیث559، مکتب المطبوعات الإسلامیة، سنة النشر: 1414ھ/1994م)
(موطا مالک، کتاب النداء للصلاة، باب النهی عن الصلاة بعد الصبح وبعد العصر، 173/1، الحدیث510، دار إحیاء العلوم العربیة، سنة النشر: 1414ھ/1994م)

[36] (الحاوي في بيان آثار الطحاوي، الباب التاسع والثلاثون، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع أيركع أم لا يركع، 377/2، دار الكتب العلمية، 1999)

(موطا مالک، کتاب النداء للصلاة، باب النهی عن الصلاة بعد الصبح وبعد العصر، 173/1، الحدیث510، دار إحیاء العلوم العربیة، سنة النشر: 1414ھ/1994م)

محراب کے اور صف اول سے پچھلی صف کے اور وغیرہ وغیرہ تو جس قاعدہ سے وہ خارج از مسجد کے سنت پڑھنے کے قائل ہیں ہم اسی قاعدہ پر مسجد کے ستون کی اوٹ یا صف سے پیچھے ہٹ کر سنت فجر پڑھنے کے قائل ہیں۔

جواب ۵ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی راویات مذکور مرفوع صحیح نہیں بلکہ یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا اجتہاد ہے اور ہم پہلے باب میں ان سے فقاہت وغیرہ میں بڑھ کر دیگر جلیل القدر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے معمولات عرض کئے ہیں اور علم حدیث کا قاعدہ ہے کہ صحابہ کرام کے اجتہاد کو ترجیح ہوتی ہے طرفہ یہ کہ یہاں صرف سیدنا ابوہریرہ ہیں اور ہمارے بیان کردہ صحابہ بکثرت ہیں۔

لطیفہ جس طحاوی شریف سے غیر مقلدین نے یہ روایت ڈھونڈ نکالی ہے اسی طحاوی شریف (حنفی المذہب) نے اس حدیث کا جواب بھی لکھا ہے وہ یہ ہے کہ فقہاء صحابہ جماعت فجر کے سنت فجر پڑھ کر جماعت میں شریک ہوتے تھے لہٰذا ان کا عمل و قول حضرت ابوہریرہ کے قول پر ترجیح پائے گا۔

جواب ۶ اس حدیث پر ہر شخص عمل نہیں کر سکتا کیونکہ صاحب ترتیب جس پر ترتیب نماز فرض ہے اگر اس کی نمازِ عشاء قضا ہوگئی ہو اور جماعت فجر قائم ہو جائے تو وہ اولاً عشاء قضا کرے پھر جماعت میں شرکت کرے ورنہ ترتیب کے خلاف ہو گا۔

جواب ۷ اگر یہ حدیث مرفوع درست ہو تب اس کے معنی یہ ہی ہوں گے کہ تکبیر فجر کے وقت جماعت کی جگہ یعنی صف سے متصل سنت فجر نہ پڑھے بلکہ مسجد کے گوشہ میں جماعت سے علیحدہ پڑھے تاکہ مذکورہ بالا خرابیاں لازم نہ آئیں۔ حنفی بھی یہی کہتے ہیں کہ جماعت سے متصل سنت فجر ہرگز نہ پڑھے۔

جواب ۸ **بیہقی شریف** میں حدیث ہے

إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ. إِلَّا رَكْعَتَيِ الصُّبْحِ [37]

جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو سوائے فرض کے کوئی نماز جائز نہیں سوائے سنت فجر کے۔

فائدہ اس صورت میں غیر مقلدین کا اعتراض جڑ سے کٹ گیا۔ بیہقی کی روایت اگر ضعیف بھی ہو تو بھی عمل صحابہ کی وجہ سے قوی ہو جائے گی۔ عمل صحابہ ہم باب اول میں عرض کر چکے ہیں۔

جواب ۹ پیش کردہ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ تکبیر نماز کے بعد کوئی نفل جائز نہیں یعنی یہ درست نہیں کہ جماعت ہو رہی ہو اور دوسرا آدمی اسی جگہ نفلیں پڑھے سنت فجر نفل نہیں بلکہ سنت موکدہ ہے یہ تاویل اس لئے ہے تاکہ احادیث میں تعارض نہ رہے۔

سوال طحاوی شریف نے حضرت مالک ابن بحینہ سے روایت کی

---

[37] (سنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب کراھیۃ الاشتغال بھما بعد،579/2، الحدیث4550، دار الکتب العلمیۃ، بیروت–لبنان، الطبعۃ: الثالثۃ، 1424ھ 2003م)

أُقِيمَتْ صَلَاةُ الْفَجْرِ , فَأَتَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ , فَقَامَ عَلَيْهِ وَلَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ: «أَتُصَلِّيهَا أَرْبَعًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ» [38]

فرمایا ایک دن فجر کی تکبیر کہی گئی پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص پر گزرے جو سنت فجر پڑھ رہا تھا اور لوگوں نے بھی اسے گھیر لیا فرمایا کہ کیا تو نے فجر کے چار فرض پڑھنا ہے یہ تین بار فرمایا۔

فائدہ﴾اس حدیث میں سنت کے صراحۃً ذکر ہو گیا جس میں کوئی تاویل نہیں ہو سکتی معلوم ہوا کہ تکبیر فجر کے وقت سنت فجر سخت منع ہے۔

جواب ۱﴾ یہ صاحب مالک ابن بحینہ کے صاحبزادے عبد اللہ تھے اور وہاں ہی سنت فجر پڑھ رہے تھے جہاں جماعت ہو رہی تھی یعنی صف سے متصل یہ واقعی مکروہ ہے اسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب فرمایا چنانچہ اسی **طحاوی شریف** میں اسی حدیث سے کچھ آگے یہ حدیث مفصل طور پر اس طرح مذکور ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ,: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِعَبْدِ اللهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ , وَهُوَ مُنْتَصِبٌ أَيْ قَائِمٌ يُصَلِّي ثَمَّةَ بَيْنَ يَدَيْ نِدَاءِ الصُّبْحِ فَقَالَ: «لَا تَجْعَلُوا هَذِهِ الصَّلَاةَ كَصَلَاةٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَهَا وَاجْعَلُوا بَيْنَهُمَا فَصْلًا» [39]

محمد ابن عبد الرحمان سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابن مالک ابن بحینہ پر گزرے حالانکہ وہ وہاں ہی کھڑے تھے تکبیر فجر کے بالکل سامنے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سنت فجر کو ظہر کی پہلی پچھلی سنتوں کی طرح نہ بناؤ سنت فجر اور فرض فجر میں فاصلہ کرو۔

فائدہ﴾اس حدیث نے غیر مقلدین کی پیش کردہ حدیث کو بالکل واضح کر دیا کہ اگر سنت فجر جماعت سے دور پڑھی جائے تو بلا کراہت جائز ہے جماعت سے متصل پڑھنا منع ہے یہی ہم کہتے ہیں لہٰذا غیر مقلدین کا اعتراض سرے سے ہی غلط ہے۔

سوال﴾جماعت فجر کے وقت چونکہ امام کی تلاوت کی آواز اس شخص کے کان میں بھی آئے گی اس لئے اس وقت سنت فجر نہیں پڑھنی چاہیے رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو لہٰذا سنت فجر جماعت کے وقت پڑھنا قرآن کے بھی خلاف ہے۔

---

[38] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 372/1، الحديث2187، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

[39] (شرح معاني الآثار للطحاوي، كتاب الصلاة، باب الرجل يدخل المسجد والإمام في صلاة الفجر ولم يكن ركع. أيركع أو لا يركع؟، 373/1، الحديث2190، عالم الكتب، الطبعة: الأولى 1414هـ، 1994م)

جواب الزامی﴾ ناظرین غیر مقلدین پر سخت تعجب ہے یہاں تو یہ سنت فجر اس لئے منع فرماتے ہیں کہ قرأتِ قرآن کے وقت خاموش رہنا فرض ہے اور خود امام کے پیچھے مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض کہتے ہیں کیا قرأت خلف الامام میں ان کو یہ آیت یاد نہ رہی۔

جواب ۲﴾ یہ اعتراض خود تم پر بھی پڑتا ہے تم کہتے ہو کہ مسجد کے باہر سنت فجر پڑھ سکتے ہیں اگرچہ وہ جگہ مسجد سے بالکل متصل ہو جہاں قرآن کریم کے پڑھنے کی آواز پہنچ رہی ہو۔

جواب تحقیقی﴾ قرآن کریم کا سننا اور تلاوت کے وقت خاموش رہنا فرضِ کفایہ ہے فرضِ عین نہیں بعض مقتدیوں کا سننا اور خاموش رہنا کافی ہے۔ اگر فرضِ عین ہوتا تو بہت مشکل درپیش آتی۔ ایک شخص کی تلاوت پر جہاں تک اس کی آواز پہنچتی وہاں تک طعام، کلام اور دنیاوی کاروبار بند ہو جاتے۔ آج گھر گھر میں ٹیلی ویژن، ریڈیو پر تلاوتِ قرآن ہوتی ہے جن کی آواز ساری دنیا میں پہنچتی ہے اگر سننا خاموش رہنا فرضِ عین ہو تو نہ سننے والے تمام مردوں عورتوں پر فرض ہو تو سب گناہ گار ہوں حالانکہ ایسا نہیں تو جیسے یہاں اعتراض نہیں ہو سکتا ایسے ہی سنت فجر کے پڑھنے کے وقت بھی۔

سوال﴾ جماعت فجر کے وقت سنت فجر پڑھنے میں جماعت کی مخالفت ہے کہ لوگ قیام میں ہیں یا رکوع یا سجدہ میں لوگ سجدہ ہیں تو یہ التحیات میں اور مخالفت جماعت سخت برا ہے؟

جواب ۱﴾ مخالفت کا تصور مخالف کی ذہنی اختراع ہے ورنہ جب ہم نے بار بار کہا کہ سنتیں پڑھنے والا صفوں میں کھڑے نہ پڑھے بلکہ ستون کی اوٹ میں یا حجرہ میں یا صفوں کے پیچھے ایسی جگہ اس کا جماعت میں شامل ہونا محسوس نہ ہو اس طرح سے ہم بھی قائل ہیں کہ مسجد کے اندر سنتیں نہ پڑھے۔

جواب ۲﴾ مخالفت جب ضروری ہو تو وہ مخالفت شرعی نہیں سمجھی جاتی مثلاً کسی کا وضو ٹوٹ جائے نماز کے درمیان صفوں سے نکل کر وضو کر کے اپنی جگہ پر پہنچ کر یا جہاں جگہ مل جائے پہلے اپنی فوت شدہ نماز پڑھے پھر بدستور نماز میں شامل رہے دیکھئے اس نماز نے بظاہر مخالفت کی ہے لیکن یہ شرعی مخالفت بربنائے مجبوری ہے اسی لئے جائز ہے تو فجر کی سنت بھی (تاکیدی نماز کی ادائیگی) بربنائے مجبور ہے اسی لئے جائز ہے۔ مزید بحثیں اور احادیث دیکھئے رسالہ ''ماقال صاحب الشفاعه فی اداء رکعتی الفجر بعد الاقامه''

عقلی دلیل﴾ اہل سنت (احناف) کی کوشش ہوتی ہے کہ قرآن واحادیث پر حتی الامکان بہمہ پہلو عمل ہو غیر مقلد وہابی چونکہ فقاہت (دین کی سمجھ) سے محروم ہیں اسی لئے کوئی ایک حدیث مل گئی اسی پر اپنا قیاس ملا کر عمل کر لیا مثلاً اسی مسئلہ پر غور فرمایئے کہ ادھر مقتدی کو نماز باجماعت میں شامل ہونا واجب ہے ادھر دو سنت فجر کی ادائیگی حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی سخت تاکید ہے تیسری خرابی یہ ہے کہ فجر کی سنتیں نہ پڑھیں تو طلوعِ شمس سے پہلے نہ پڑھ سکے گا کیونکہ حدیث شریف میں طلوع شمس کے بعد تک نفلی نماز سے روکا ہے اور یہ دو سنتیں بھی شرعاً نفل ہی ہیں اسی لئے ان ہر تینوں پر حنفی فقاہت نے عمل کر دکھلایا کہ وقت کی گنجائش ہے تو مسجد سے باہر یا ستون کی آڑ میں یا صفوں کے پیچھے سنتیں پڑھ لے اگر گنجائش نہیں تو جماعت میں شامل ہو جائے اور پھر طلوعِ شمس کے بعد سنتیں پڑھے۔ اس طرح سے تینوں احادیث پر عمل کیا۔

(۱)نماز باجماعت کا حکم (۲)سنت فجر کی تاکید کا حکم (۳)طلوعِ شمس تک کوئی نفل نہ ہو۔

ہم نے اس پر عمل کیا کہ بعد طلوع سنت پڑھنے کا حکم دیا۔

غیر مقلدین نے صرف ایک حدیث پر عمل کی خاطر دوسری دو حدیثوں کے خلاف کیا مثلاً نماز باجماعت ملے لیکن دو سنت ترک کر کے فوراً سنت پڑھی اس حدیث کے خلاف کیا کہ طلوعِ شمس تک کوئی نفل وغیرہ نہیں دوسری سنت فجر کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ورزی میں ادا کیا۔

انتباہ﴾ جہاں جماعت ہو رہی ہو وہاں ہی سنت فجر پڑھنا منع ہے کہ اس میں جماعت کی مخالفت ہے اور اس سے منہ پھیرنا ہے لہٰذا ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں جماعت میں شامل نہ معلوم ہو کہ مسجد کے گوشہ یا دوسرے حصہ میں۔

مسئلہ﴾ ظہر کی پہلی سنتیں موکدہ ہیں مگر بعد فرض پڑھی جاسکتی ہیں اور سنت عصر وعشاء موٗکدہ نہیں غیر موکدہ ہیں اور بعد فرض پڑھی بھی نہیں جاتیں۔ اس لئے اگر جماعت مل جانے کی امید ہو تو سنت فجر پڑھ لے لیکن اگر جماعت نہ مل سکے تو پھر سنت فجر چھوڑ دے کہ جماعت واجب ہے واجب سنت سے زیادہ اہم ہے۔ مزید دیکھئے فقیر کا رسالہ ''ماقال صاحب الشفاعه فی اداء رکعتی الفجر بعد الاقامه''

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور۔ پاکستان

۵ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۹۴ء